سوال

(179)سگ مدینہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیااپنے آپ کوسگ مدینہ یعنی ''مدینے کا کتا'' کہنایا لکھنا جائز ہے؟ قرآن وسنت کی روسے وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق بڑے بہترین انداز میں فرمائی اور اس کو اپنی مخلوقات پر شرف وبزرگی عطا کی۔ عقل وشعور کے ذریعے جانوروں سے ممتاز کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ٧٠ ...الإسراء

''یقیناً ہم نے بنی آدم کو عزت عطا اور خشکی اور تری میں ان کو سواری دی اور ہم نے ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا۔ اور انہیں بہت سی مخلوقات پر فضیلت وبرتری عنایت کی۔''(اسراء:۷۰)

جس خالق نے انسان کو احسن تقویم میں تخلیق کیا اور اسے اپنی دیگر مخلوقات پر برتری ومنزلت اور اعلیٰ مقام عطا کیا، اگر انسان اس کا صحیح شکر گزار بندہ بن کر رہتا ہے تو وہ کبھی بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ اس انسان کی مثال کتے سے دی جائے کیونکہ کتا نجس وپلید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتے کی مثال مکذوبین کی پش کی ہے یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے اور استہزاء کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مثال کتے سے دی ہے اور اسے بری مثال کہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ١٧٥ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ۚ ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ١٧٦ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ١٧٧ ...الأعراف

''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ان پر اس آدمی کا قصہ تلاوت کیجئے جس کو ہم نے اپنی آیات دیں۔ وہ ان میں سے نکل گیا (کافر ہوگیا، اللہ سے پھر گیا) سو شیطان اس کے پیچھے لگا۔ وہ گمراہوں سے ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی وجہ سے اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن اس نے زمین پر گرنا چاہا اور اپنی خواہش پر چلا تو اس کی مثال کتے کی طرح ہے۔ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی زبان لٹکائے یا اگر (اپنے حال پر اس کو چھوڑ دے) تب بھی زبان لٹکائے۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ پس آپ ان پر یہ قصے بیان کردیں تاکہ وہ غور وفکر کریں جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے، ان کی مثلا بری ہے۔''(اعراف:۱۷۵تا۱۷۷)

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ کتے کی مثال ان لوگوں کی ہے جو اللہ کی آیات کو جھٹلانے والے مکذبین ہیں۔ اس کی آیات کی تصدیق کرنے والے صحیح مسلمانوں کی یہ مثال نہیں ہو سکتی۔ دوسری بات یہ عیاں ہوئی کہ کتے کی مثال بہت بری ہے۔ اس لئے کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے آپ کو کتا یا کتے کی مثل قرار دیتے ہوئے سگ مدینہ کہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لیس لنا مثل السوء الذی یعود فی ہبتہ کالکلب یعود فی قیئہ))

''ہمارے لئے بری مثال نہیں ہے وہ آدمی جو اپنے ہبہ میں رجوع کرا ہے (یعنی کسی چیز کو ہمیشہ کے لئے دے دیتا ہے پھر اس سے واپس لے لیتا ہے) اس کتے کی مثال ہے جو اپنی قے کی طرف رجوع کرتا ہے (یعنی قے کرنے کے بعد اس کو چاٹتا اور کھاتا ہے)۔'' (بخاری ۳/۱۴۴ (۲۶۶۳)، احمد ۱/۲۱۷، ترمذی ۳/۵۹۶، نسائی مع حاشیہ سندھی ۲/۱۱۷)

حدیثِ مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ کتے کی مثال بہت بری مثال ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ کسی مسلمان کی مثال نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ''سگ'' یعنی کتا کہے کیونکہ کتا اتنا نجس و پلید ہے کہ جس برتن میں منہ ڈال دے، اسے شریعت مطہرہ کی رو سے سات مرتبہ دھونا پڑتا ہے کیونکہ ختم الرسل سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((إذا ولغ الکلب فی إناء فلیغسلہ سبع مرات))

''جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھونا چاہیے۔'' (بخاری مع فتح الباری ۱/۱۴۹۔ ۲۴۰، مسلم مع نووی ۳/۱۸۲، مسند ابی عوانہ ۱/۲۰۷، نسائی ۱/۵۲۔ ۵۳، ابنِ ماجہ ۱/۱۴۹، حمیدی ۲/۴۲۸، ابنِ خزیمہ ۱/۵۱، احمد ۲/۲۴۵، شرح السنہ ۲/۷۳، دارقطنی ۶۳/۱۔ ۶۴)

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے:

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ کیا لیکن جبرئیل علیہ السلام نہ آئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا نہ اس کے قاصد وعدہ خلافی کرتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِدھر اُدھر دیکھا تو ایک پلا یعنی کتے کا بچہ چارپائی کے نیچے دکھائی دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ یہ پلا اس جگہ کب آیا؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم مجھے علم نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ باہر نکالا گیا۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں تمہارے انتظار میں بیٹھا تھا لیکن تم نہیں آئے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

((منعنی الکلب الذی کان فی بیتک إنا لا ندخل بیتا فیہ کلب ولا صورة۔))

''یہ کتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھا، اس نے مجھے روک رکھا تھا جس گھر میں کتا اور تصویر ہو، ہم وہاں داخل نہیں ہوتے۔'' (مسلم ۲/۱۹۹، ترمذی، ابوداؤد ۴/۷۴، مسند احمد ۳/۸۳، ۱/۸۰)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ کتا اتنا پلید و نجس جانور ہے جہاں یہ ہو وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اور جس برتن میں کتا منہ ڈال دے وہ برتن سات مرتبہ دھونا پڑتا ہے۔ لہٰذا انسان کو اتنے نجس و پلید جانور کے مثال نہیں بننا چاہیے اور نہ ہی اپنے آپ کو مدینے کا کتا کہنا چاہئے۔ یہ احکامات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ سمیت ہر جگہ کے کتوں سے متعلق ہیں۔

جو لوگ اپنے آپ کو سگ مدینہ کہتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ نسبت انتہائی تذلل و عاجزی پر مبنی ہے حالانکہ یہ شیطانی فریب اور دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ اگر یہ نسبت تذلل و عجز و

انکساری والی ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ،تابعین عظام اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اس سے محروم نہ ہوتے ۔ خیر القرون کے لوگوں میں اس طرح کی نسبت کا اشارہ تک نہیں ملتا کہ کسی نے اپنے آپ کو مدینے کا کتا کہا ہو۔ یہ نسبت موجودہ دور کے متصوفین اور قبوری لوگوں میں ہی پائی جاتی ہے اور جو اپنے آپ کو سگ مدینہ کہتے ہیں، ان کا دماغ اس قدر مفلوج و مائوف ہو چکا ہے کہ وہ کتوں کو بھی ولی اور صاحب کرامت بزرگ سمجھنے لگ گئے ہیں ۔ جیسا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب امداد المشتاق ص ۱۵۸ میں اور حاجی امداد اللہ اپنی کتاب شمائم امدادیہ ص ۷۶ حصہ دوئم پر لکھتے ہیں :

''جنید بغدادی بیٹھے تھے ایک کتا سامنے سے گزرا، آپ کی نگاہ اس پر پڑ گئی، اس قدر صاحب کما ہو گیا کہ شہر کے کتے اس کے پیچھے دوڑے ۔ وہ ایک جگہ بیٹھ گیا۔ سب کتوں نے اس کے گرد بیٹھ کر مراقبہ کیا۔''

اسی طرح مولوی منظور احمد شاہ اپنی کتاب مدینۃ الرسول ص ۴۰۸ پر ''مدینہ الرسول کے سگانِ محترم اور چند یادیں'' کے عنوان کے تحت جماعت علی شاہ کا واقعہ لکھتا ہے کہ :

''آپ اپنے احباب میں مدینۃ الرسول کی کسی گلی میں کھڑے تھے کہ سامنے سے ایک زخمی کتا چیختا ہوا گزرا۔ اس کتے کو کسی نے پتھر مارا تھا۔ سید صاحب اس منظر کو دیکھ کر بے خود ہو گئے۔ اس بے خودی میں سگ طیبہ کو کلاوے میں لے لیا۔ اپنی دستار سے اس کا خون صاف کیا، پھر ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے کہا، اے سگ طیبہ، خدارا بارگاہ رسالت میں میری شکایت نہ کر دینا پھر دیر تک سگ طیبہ کو کلاوے میں لے کر روتے رہے ۔''

اسی طرح صفحہ ۴۰۹ پر لکھتا ہے :

''۱۹۶۸ء کی بات ہے ۔ پیر سید حیدر علی شاہ نے مجھے مدینۃ الرسول میں یہ واقعہ سنایا۔ ایک حاضری پر سیدنا نے فرمایا، آج مدینۃ الرسول کے درویشوں کی دعوت ہے ، دیگیں پکوادی گئیں ، بازار سے نئے برتن منگوالئے گئے ۔ عرض کی گئی حضور درویشوں کی آمد کا سلسلہ کب شروع ہو گا؟ فرمایا یہ درویش آئیں گے نہیں تمہیں ان کے حضور جا کر نذرانہ خود پیش کرنا ہو گا۔ فرمایا، یہ روٹیاں ، یہ گوشت مدینہ منورہ کے سگانِ محترم کو پیش کیا جائے ۔ چنانچہ تلاش کر کے حکم کی تعمیل کی گئی ۔''

اسی طرح ص ۴۱۰، ۴۰۹ پر ''سگ طیبہ کی نوازش'' کے عنوان کے تحت رقمطراز ہے ۔

''ایک حاضری میں مدینہ منورہ سے واپسی کی ساری رات سگانِ مدینہ کی زیارت میں صرف کر دی ۔ شوق کا یہ عالم تھا کہ ان کی قدم بوسی کر کے مدینہ سے رخصت ہوں ۔ یہ بھی شوق تھا کہ سگ طیبہ کی آواز بھی ریکارڈ کر لوں ۔ ٹیپ لے کر گھومتا رہا، کسی سگ نے مجھے اپنے قریب نہ پھٹکنے دیا۔ جوں ہی کسی سگ طیبہ کے قریب گیا اُس نے مجھ سے نفرت کی اور دور چلا گیا۔ سحری کے قریب ایک سگ طیبہ کو سویا ہوا پیا دو ر بیٹھ گیا کہ اس کی بیداری پر سلام عرض کروں گا۔ ایک کار کی آواز سے وہ بیدار ہو گیا۔ میں نے قریب جانے کی کوشش کی تو وہ نفرت سے بھاگ گیا۔ میں نے وہیں کھڑے منت و سماجت کی اور خدا کے لئے قدم بوسی کا موقع دے دو۔ صبح مدینہ چھوٹ رہا پھر قسمت کی بات ہے

ع بات بنتی ہے میری ، تیرا بگڑتا ہے کیا

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری اس عاجزانہ درخواست پر وہ رک گیا۔ میں قریب ہوا تو، قدم بوسی کی، اس کی آواز ٹیپ کی اور صبح کی اذان ہوتے ہی میں وہاں سے چلا تو کم وبیش ۵۰ قدم سگ طیبہ میرے ساتھ آیا، سگ طیبہ کی اس نوازش کو کبھی بھی نہیں بھول سکتا کہ مجھے قریب جانے کا موقع دیا اور ۵۰ قدم میرے ساتھ چل کر مجھے شرف بخشا۔''

قارئین کرام !مذکورہ بالا واقعات با حوالہ آپ کے سامنے ذکر کئے ہیں۔ ان سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جو انسان اللہ تعالی کی توحید چھوڑ کر شرک کے دامن میں پناہ لے لیتا ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح منہج کو ترک کر کے بدعات اور رسوم ورواج سے اپنے آپ کو وابستہ کر لیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی رحمت اُٹھا لیتا ہے ، پھر وہ در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے حتیٰ کہ کتوں کو کلاوے میں لے کر روتا پھرتا ہے ، کبھی وہ کتوں کو بوسہ دیتا ہے اور کبھی گلیوں میں کتوں کی محبت سے گھومتا ہو راتیں گزارتا ہے اور کتے کی

قدم بوسی اور آواز ریکارڈ کرنے کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔ کبھی کتوں سے عشق سے اپنے عشق کا اظہار کرتے ہوئے انہیں درویش بنا دیتا ہے اور کتوں کے دربار پر نذرانہ لے کر پیش ہوتا ہے۔ یہ گندے کام اپنے آپ کو انسانیت سے خارج کر کے کتا کہنے لگتا ہے۔ کتا خواہ بریلی شریف کا ہو یا دیوبند کا ہو یا مکے کا غرض کسی جگہ کا بھی کیوں نہ ہو۔ اس کے متعلق شریعت مطہرہ کا یہی حکم ہے کہ وہ جس برتن میں منہ ڈال دے، وہ برتن پلید ہو جاتا ہے۔ جہاں موجود ہو، وہاں رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔ وہ کتے مدینے منورہ کے ہی تھے جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ احکامات ارشاد فرمائے بلکہ بعض سگ مدینہ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کہا جیسا کہ صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ اور مسند احمد وغیرہ میں حدیث ہے کہ :

((ألكلب الأسود شيطان))

''سیاہ کتا شیطان ہے۔''

بعض سگ مدینہ وہ ہیں جن کے قتل کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا فرمایا :

((عليكم بالأسود البهيم ذي النقطتين فانه شيطان))

''وہ کالا کتا جس کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں، اسے قتل کر دو اس لئے کہ وہ شیطان ہے۔'' (مسلم، کتاب البیوع)

اسی طرح سگ مکہ معظمہ کو بھی حالتِ احرام میں قتل کرنا جائز ہے۔ (متفق علیہ)

اسی طرح ایک مقام پر فرمایا :

((إذا سمعتم نباح الكلب من الليل فتعوذوا بالله))

''جب تم رات کو کتے کی آواز سنو تو اعوذ باللہ پڑھو۔'' (ابوداؤد، احمد، حاکم، بلوغ الامانی ۱۴/۲۶۰)

ان تمام مفاسد کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی مثال کو برا قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے برا کہا ہے لہٰذا جس کی مثال کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے برا قرار دیا ہو تو کسی انسان کو لائق نہیں کہ وہ ان احکامات کو جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی اپنے آپ کو کتا کہے۔ اپنے آپ کو کتا کہنا عقل و نقل کے بھی خلاف اور ناجائز و غیر مشروع ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ